عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

مولانا سفیان علی فاروقی

لاہور

اہمیت - آداب - تقاضے

آج کل ہم سب کا دعویٰ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اتنا سچا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ اس سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ عاشقِ رسول دنیا میں کوئی بھی نہیں، لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہماری زندگی کا ۸۰ فیصد حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات اور احکامات کی پیروی سے یکسر خالی ہے (اور یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انوکھی قسم ہے)۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہم نے پنج وقتہ نماز نہیں پڑھنی۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہم نے اپنی شادیاں ہندوانہ رسم ورواج اور انگریزوں کی پیروی کرتے ہوئے کرنی ہیں۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہمارے غمگین لمحات اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی پر گزرتے ہیں۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہماری معاشرتی زندگی سیرۃ النبیؐ سے کوسوں دور ہے۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہمارا کاروبار احکاماتِ نبوی سے یکسر مختلف ہے۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہمارے بچوں کا آئیڈیل انگریز ہے۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن زندگی یورپ کی جینا چاہتے ہیں۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب کے حقوق کے معاملے میں نبوی احکامات کے بالکل خلاف چل رہے ہیں۔ ہم عاشقِ رسولؐ ہیں، لیکن ہماری عملی زندگی میں سیرت کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔ سو عشق کا دعویٰ کرنا اور سچا عاشق بننا دو بالکل مختلف چیزیں ہیں اور حقیقتاً ہم عشق کے دعویدار تو ہیں، لیکن سچے عاشق نہیں ہیں۔

عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اہمیت

ایک مسلمان اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا عشقِ رسولؐ کامل نہ ہو، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ہر ادا، ہر ہر قول اور ہر ہر عمل سے سچا عشق نہ ہو، زندگی کے ہر معاملے میں سب سے پہلے نبوی طرزِ عمل کو ڈھونڈے، جی جان سے اس پر عمل کی کوشش کرے، احکاماتِ نبوی کے مطابق زندگی کے شب وروز

گزارنے کی جدوجہد کرے، اپنے معاملات، معاشرت، لین دین، خوشی وغمی ہر چیز احکاماتِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے تابع کردے، یہی ہر مسلمان سے تقاضا ہے، یہی اس کی زندگی کا منہج ومقصد ہے، اسی چیز پر زندگی گزارنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے کہ:

''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا'' (سورۃ الاحزاب)

''کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو ان کے اپنے معاملے میں اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ ورسولؐ کی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

سورۃ الحشر، آیت نمبر: ۷ میں ارشادِ الٰہی ہے:

''وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ''

''جو کچھ رسول تمہیں دیں، وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دیں، اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ، وہ شدید عذاب دینے والا ہے۔'' (الحشر:۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ.'' (مشکوۃ)

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔''

عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آداب

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

وہ عشق ہی کیا جس میں ادب آداب کا لحاظ نہ ہو، چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں ایک مشہور واقعہ درج ہے: بادشاہ ناصرالدین محمود کے ایک خاص مصاحب کا نام محمد تھا، بادشاہ اس کو اسی نام سے پکارا کرتا تھا، ایک دن خلافِ معمول اسے ''تاج الدین'' کہہ کر آواز دی، وہ تعمیلِ حکم میں حاضر تو ہوگیا، لیکن بعد میں گھر جا کر تین دن تک نہیں آیا، بادشاہ نے بلاوا بھیجا، تین روز تک غائب رہنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: آپ ہمیشہ مجھے ''محمد'' کے نام سے پکارا کرتے تھے، لیکن اس دن آپ نے ''تاج الدین'' کہہ کر پکارا، میں سمجھا میرے متعلق آپ کے دل میں کوئی خلش پیدا ہوگئی ہے، اس لیے تین دن تک حاضرِ خدمت نہیں ہوا، ناصرالدین نے کہا: ''واللہ! میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں، تاج الدین کے نام سے تو میں نے اس لیے پکارا تھا کہ اس دن میرا وضو نہیں تھا اور مجھے ''محمد'' کا مقدس نام بغیر وضو کے لینا مناسب معلوم نہیں ہوا۔''

اسی طرح ہمارے محدثین کا الحمدللہ معمول رہا ہے کہ جب بھی کوئی حدیث نقل کرنے لگتے ہیں تو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ آداب کے ساتھ باوضو ہوکر حدیث کو نقل کرتے ہیں، ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے کہ وہ کسی ایسی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتے جس کے متعلق انہیں علم نہ ہو کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی ہے، کیونکہ کوئی بھی ایسی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا انتہا درجے کی بے ادبی ہے، یہ بھی انتہا درجے کی بے ادبی ہے کہ کسی ایسے شخص کو گستاخِ رسول قرار دینا جس نے گستاخی نہ کی ہو۔ یہ بھی انتہا درجے کی بے ادبی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے اور ہم درود وسلام نہ پڑھیں، یہ بھی بے ادبی ہے کہ ایک معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل موجود ہو اور ہم اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طرزِ عمل اختیار کریں۔ ادب یہ ہے کہ اپنی سوچ، فکر، فہم، رسم ورواج سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تابع کرلیں، ساری محبتیں اس ایک محبت پر قربان کردیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا کی تمام چیزوں کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کردیا تھا، آپؐ کی محبت میں ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار قربان کردیے، غرضیکہ سب کچھ قربان کردیا، لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو نہ چھوڑا۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ حالتِ کفر میں اپنی بیٹی کو ملنے کے لیے آتے ہیں اور کملی والےؐ کے مقدس بستر پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یکدم بولتی ہے: ''ابا جان! ذرا ٹھہریئے'' باپ رُک گیا۔ بیٹی کیا بات ہے؟ بیٹی نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا، سیدنا ابوسفیانؓ بولے: کیا یہ بستر میری شان کے لائق نہیں؟ یا میں اس بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں؟ بیٹی نے کہا: یہ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک بستر ہے اور آپ اس وقت ناپاک ہیں۔'' ذرا اندازہ لگایئے کہ سیّدہ ام حبیبہؓ نے اپنے باپ کی ذرا پرواہ نہیں کی اور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ کو بھی رد کردیا۔

عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تقاضے

عاشق کے وجود کا ظاہری حلیہ اور اس کے اعمال میں جھلکتا باطنی عشق اس کے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہو، اسے اپنے عشق کے اظہار کے لیے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے نعرے نہ لگانے پڑیں، بلکہ اس کے اعمال چیخ چیخ کر دنیا کو بتادیں کہ یہ ہے سچا عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرامؓ نے یہی کیا تھا، آیئے! ان کے عشق کی چند جھلکیاں دیکھتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق کی چند جھلکیاں

۱- موسیٰ بن عقبہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ دورانِ سفر راستے میں بعض مقامات تلاش کرتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے، کیونکہ انہوں نے اپنے والد عبداللہؓ کو اور انہوں

نے اپنے والد عمرؓ کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا اور حضرت عمر وہاں اس لیے نماز پڑھتے تھے کہ انہوں نے آنحضور ﷺ کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ (بخاری: ۴۸۳)

۲- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہوئے تو دعائے مسنون پڑھنے کے بعد مسکرانے لگے۔ کسی نے پوچھا: امیر المومنین! مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے سواری پر سوار ہو کر اسی طرح دعا پڑھی، پھر آپ ﷺ مسکرائے تھے، لہٰذا میں بھی حضور ﷺ کی اتباع میں مسکرایا ہوں۔ (ابوداود: ۲۶۰۲)

۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کو کدو پسند ہیں، تو وہ بھی کدو پسند کرنے لگے۔ (مسند احمد: ۳/ ۱۷۷)

۴- ایک بار آپ ﷺ نے سرکہ کے بارے میں فرمایا کہ: سرکہ تو اچھا سالن ہے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تب سے مجھے سرکے سے محبت ہوگئی ہے۔ (دارمی: ۲۱۸۱)

۵- ایک بار ایک صحابیؓ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی آپ ﷺ نے دیکھی تو آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ سے اُتار کر دور پھینک دی، گویا آپ ﷺ نے اظہارِ ناراضگی کیا۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے پر کسی نے کہا کہ اس کو اُٹھا لو اور بیچ کر فائدہ حاصل کرلو (کیونکہ حضور ﷺ نے صرف پہننے سے منع فرمایا تھا) مگر اس نے کہا: خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔ (مسلم: ۲۰۹۰)

۶- کچھ صحابہؓ کو بیعت کی شرائط میں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ: ''لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔'' تو انہوں نے اس شدت سے اس کی پابندی کی کہ اگر اونٹنی پر سوار کہیں جا رہے ہوتے اور ہاتھ سے لگام گر جاتی تو اونٹنی کو بٹھا کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو اٹھاتے تھے اور کسی آنے جانے والے سے نہیں کہتے تھے کہ اٹھا کر دے دو۔ (مسند احمد: ۵/ ۲۷۷)

۷- سرورِ کائنات ﷺ ایک دن مرادِ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں: ''اے عمرؓ! تم میرے ساتھ کتنا عشق و پیار کرتے ہو؟'' فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا: ''اپنے ماں باپ سے، اپنی اولاد سے، اپنے رشتہ داروں سے، اپنے دوستوں سے، بلکہ کل کائنات سے زیادہ آپ سے عشق رکھتا ہوں اور عزیز سمجھتا ہوں بجز اپنی جان کے۔'' کملی والے آقا ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرؓ! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ سمجھے۔'' فاروقِ اعظمؓ نے کہا: ''اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرؓ! اب تو مومن ہے۔''

صحابہ کرامؓ کا معاملہ بھی عجیب تھا، ان کی محبت کا دار و مدار بس عشقِ رسول ﷺ تھا، اگر کوئی آپ ﷺ

پر ایمان نہیں لایا تو پھر خونی رشتے بھی بے معنی تھے اور اگر کوئی ایمان لایا اور خونی رشتہ نہیں بھی تھا تو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا۔ واقعی تاریخ انسانیت میں ایسا انقلاب نہ پہلے آیا اور نہ کبھی آئے گا۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کہا: ’’لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ‘‘ یہ بات ابن ابی کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کان میں پہنچ گئی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر مدینہ شریف کے مین گیٹ پر کھڑے ہوگئے، لوگ گزرتے گئے، جب باپ آیا تو کہنے لگا: پیچھے ہٹ جاؤ، تمہیں مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے لیے کوئی فیصلہ صادر نہیں فرمادیں، چنانچہ رحمت کائنات تشریف لائے تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: جب تک یہ اپنے لفظ واپس نہیں لے گا، اس کو گزرنے نہیں دوں گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے والد کو کافروں کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی وجہ سے قتل کردیا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کردیا۔

حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ، ولید وغیرہ کو قتل کیا۔ غرضیکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز واقارب سب کو قربان کردیا، اسی لیے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

ترجمہ: ’’جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے۔‘‘ (المجادلہ، آیت:۲۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹا دیا تو پھر اللہ پاک نے بھی اپنی تمام نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے، ان کے قدموں میں سلطنتیں تسبیح کے دانوں کی طرح گریں، دنیا کے خزانے مدینہ کی گلیوں بکھرنے لگے، دنیا کی قیادت وسعادت ان پر فخر کرنے لگی، ان کے احکامات پھر چرند، پرند، ابحار، اشجار سبھی نے مانے اور جب تک مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل پیرا رہے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حرزِ جاں بناتے رہے، اس وقت تک ساری دنیا ان کے در کی دریوزہ گر رہی اور جیسے ہی انہوں نے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منہ موڑا، اللہ پاک کی تمام نعمتوں نے مسلمانوں سے منہ موڑ لیا۔